اس کی تفصیلی کیفیت "یونانی منطق کے قدیم عربی تراجم"[۱] اور "فارابی کی منطق"[۲] میں مذکور ہے۔ اس سلسلے میں جو کچھ کہا گیا اُس کا ماحصل تو وہی مستشرقین کے محرزہ بالا مفروضہ کی تفصیل و تبسیط ہے جس پر تبصرہ مستشرقین کے مفروضہ کی تنقید میں کیا جائے گا مگر اس ضمن میں ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی جس کا منشا حسب ذیل ہے۔

"مسلمان علماء فارسی سے مختلف اسباب کی بنا پر براہِ راست واقف تھے۔ قدیم رومی زبان کے جاننے والوں کا ذکر بھی خال خال کتبِ تراجم میں نظر سے گذرا ہے۔ لیکن یونانی کے جاننے والے علماء کا تذکرہ شاید نظر سے نہیں گزرا"

اس خیال کی اور اسی طرح دوسرے خیالات کی تائید میں ابن الندیم، ابن القفطی، ابن ابی اُصیبعہ وغیرہ کا حوالہ دیا گیا ہے:۔

"الفصل، فہرست ابن ندیم، تاریخ الحکماء، عیون الانباء اور دوسری تراجم و تاریخ کی کتابوں سے بھی اس رائے کی تائید میں مدد ملتی ہے"

لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ ان مآخذ و مصادر کے مطالعہ کی یا تو زحمت نہیں فرمائی گئی یا فرمائی گئی تو ان کی تصریحات کو اس وجہ ناقابلِ اعتنا سمجھا گیا گویا نہ ہونے کے برابر ہیں۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

(۱) اُصولاً یہ امر قابلِ غور ہے کہ جو یونانی علوم مسلمانوں میں منتقل ہوتے وہ صرف فلسفہ اور طب ہی میں منحصر نہ تھے۔ اُن کا بڑا حصہ ریاضیات پر مشتمل تھا۔ پھر ریاضیات میں مشغولیت عملی اذہان کا حصہ ہے اور سریانی علماء [شامی عیسائی] جنھیں یونان اور اسلام کے درمیان وسیط قرار دیا جاتا ہے، مذہبی موشگافیوں میں مشغول تھے انھیں ان Exact Science کے مطالعہ کی فرصت کہاں۔

اس بات کی تائید قدیم سریانی ادب کی تواریخ سے ہوتی ہے۔ سریانی ادب کی

---

[۱] معارف اعظم گڈھ بابت اپریل مئی جون جولائی ۱۹۵۸ء [۲] معارف اعظم گڈھ بابت نومبر دسمبر ۱۹۵۸ء جنوری فروری مارچ اپریل ۱۹۵۹ء

تاریخوں میں منطق، فلسفہ، طب اور دیگر عرفانی علوم Occult sciences کے تراجم وتصانیف کا ذکر ہے مگر ہندسہ و ہیئت کی کسی اہم بالشان کتاب (مثلاً اُصول اُقلیدس، مخروطات، اُبلونیوس وغیرہ) کے سریانی ترجمہ کا پتہ نہیں چلتا۔ اس سلسلے میں دو باتیں قابل لحاظ ہیں

(۱) مشرقی (سریانی بولنے والے) عیسائیوں کو خواہ وہ نسطوری ہوں یا یعقوبی منطق و فلسفہ سے براہ راست کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ وہ ان علوم کو اپنے مذہبی معتقدات فرقہ وارانہ موافقت کی تائید و تشبیہ کے لئے سیکھتے تھے اور چوں کہ نسطوری تعلیمات دوسرے مسیحی فرقوں کے برخلاف زیادہ قرینِ عقل تھیں اس لئے ان کی تائید و تشیید کے لئے نساطرہ یونانی فلسفے سے مدد لیتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر نسطوری مبلغ جس طرح مسیحیت کا مبشر تھا اُسی طرح یونانی فلسفہ کا معلم بھی تھا۔ اس طرح ارسطو کی بہت سی کتابیں اور ان پر بعد کے مفسرین نے جو تعلیقات لکھی تھیں سریانی زبان میں منتقل ہوئیں۔ اس نسطوری ترجمہ کی تحریک کا آغاز پانچویں صدی مسیحی میں "ایباس" نے کیا جس نے سب سے پہلی مرتبہ فرفوریوس کی ایساغوجی کا سریانی میں ترجمہ کیا تھا۔[۱]

بومشترک Baumstarck کی "تاریخ ادب سریانی" سے معلوم ہوتا ہے کہ شرق قریب (میسوپوٹامیہ، سریا اور مغربی ایران) میں طب کی تعلیم کا رواج نہ تھا۔ طب کی تعلیم صرف اسکندریہ کے مدارس کے ساتھ مخصوص تھی جہاں یعاقبہ Monophysites کا غلبہ تھا نسطوری علماء علی العموم علوم فلسفیہ ہی کے ساتھ اعتنا برتتے تھے۔ وہ یونانی فلاسفہ کی کتابوں، بالخصوص ارسطاطالیسی منطق اور اس کی شروح کو یونانی سے سریانی میں منتقل کیا کرتے تھے۔[۲]

بعد میں یعقوبی عیسائیوں نے بھی منطق و فلسفہ کے ساتھ اعتنا شروع کر دیا اور اُن کے مشاہیر علماء نے بھی فلسفہ و حکمت کی کتابوں کا سریانی میں ترجمہ کرنا شروع کیا۔ ان میں

[۱] معارف جون ۱۹۵۹ء صفحہ ۴۳۳ [۲] ایضاً ص ۴۳۴

سرجیوس راس علینی زیادہ مشہور ہے۔ اسی طرح نسطوری علماء نے طب کے ساتھ اعتنا شروع کیا اور غالباً یہ اعتنا خسرو انوشیرواں (۵۳۱ - ۵۷۲) کے عہد میں جندی ساپور کے مدرسہ کے قیام کے بعد بہت زیادہ بڑھ گیا چنانچہ صدر اسلام میں جندی ساپور کے مدرسہ طب اور اُس کے بیمارستان پر یہی نسطوری علماء چھائے ہوتے تھے۔ انھیں کو عباسی خلفاء نے بلا کر اپنا معالج خصوصی مقرر کیا اور انھیں کے ذریعے طب کی کتابیں عربی میں ترجمہ ہونا شروع ہوئیں۔

لیکن ریاضیات [بالخصوص ریاضیات اعلیٰ) کے ساتھ سریانی بولنے والے مسیحیوں میں کسی دلچسپی کا اظہار نہیں ملتا۔

(ب) عہد حاضر میں محققین نے ریاضی و ہیئت کی جن قدیم ادبیات عالیہ کو ایڈٹ کیا ہے اُن کے مقدموں میں ان کتابوں کے قدیم مخطوطات نیز مختلف زبانوں میں اُن کے تراجم کا بھی تفصیلی گوشوارہ دیا ہے۔ مثلاً ٹی۔ ایل۔ ہیتھ T.L. Heath نے اصول اُقلیدس کا ایک بہت اچھا ایڈیشن مرتب کیا ہے اس کے مقدمہ میں انھوں نے اقلیدس کے ان تمام تراجم کا ذکر کیا ہے جو مختلف زبانوں عربی، لاطینی، انگریزی، فرانسیسی، جرمن وغیرہ میں ہوئے ہیں مگر کسی سریانی ترجمہ کا ذکر نہیں کیا[1]۔ کوئی اور مصنف بھی اصول اقلیدس کے کسی سریانی ترجمہ کا حوالہ نہیں دیتا۔ اس لئے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سریانی زبان میں اصول اقلیدس کا ترجمہ نہیں ہوا۔

اسی طرح بارہویں صدی مسیحی سے بیشتر اصول اقلیدس کے لاطینی ترجمہ کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ اُقلیدس کا قدیم ترین لاطینی ترجمہ جو عرصے تک رومن دنیا میں مقبول رہا بوتھیئس [illegible] کا تھا مگر یہ اُصول اُقلیدس کے ابتدائی مقالوں کی تلخیص تھی[2]۔ کامل اُقلیدس کا لاطینی میں ترجمہ پہلی بار بارہویں صدی مسیحی میں ہوا[3] حالانکہ اس سے پہلے عربی میں اُقلیدس کے کم و بیش پانچ ترجمے ہو چکے تھے [اور واقعہ تو یہ ہے کہ اُقلیدس کے یہ لاطینی تراجم براہ راست یونانی سے نہیں بلکہ عربی ترجمے سے ماخوذ تھے]

---

[1] Thirteen Books of Euclid vol I [illegible] [2] ایضاً جلد اول ص۹۲

[3] ایضاً جلد اول ص۹۳

غرض جس وقت مسلمانوں میں اُقلیدس کا ترجمہ ہوا دنیا میں نہ اُصولِ اُقلیدس کا سریانی ترجمہ موجود تھا نہ لاطینی ترجمہ۔ اسی طرح یونانی ہندسہ وہیئت کی دیگر ادبیاتِ عالیہ کے سریانی یا لاطینی تراجم بھی نہیں ہوئے تھے۔

مگر یونانی علوم کی پہلی کتاب جو عربی میں ترجمہ ہوئی وہ اصولِ اُقلیدس تھی۔ ابن خلدون لکھتا ہے۔

"کتاب اُقلیدس ...... اول ما ترجم من کتب الیونانیین فی الملة ایام ابی جعفر المنصور"[1]

اُصول اقلیدس یونانی کتابوں میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کا خلیفہ منصور عباسی کے زمانہ میں عربی میں ترجمہ ہوا۔

اس کے بعد ہارون الرشید [۱۷۰ - ۱۹۳ ہجری] کے زمانہ میں برامکہ کی سرپرستی کے اندر حجاج بن یوسف بن مطر نے پوری اقلیدس (۱۳ مقالے) کا ترجمہ کیا۔ جدید تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ حجاج بن یوسف کا ترجمۂ اقلیدس حرف بحرف یونانی اصل کی عربی نقل ہے۔

ظاہر ہے کہ منصور عباسی کے زمانہ کے ترجمۂ اُقلیدس یا حجاج کے تراجم اُقلیدس [نقل ہارونی اور نقل مامونی] کی اصل نہ سریانی ہے نہ لاطینی۔ اس لئے یقیناً یہ ترجمے براہِ راست یونانی سے ہوئے تھے اور اس کے بعد یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے کہ عہدِ منصوری کا مترجم اُقلیدس اور حجاج بن یوسف بن مطر یونانی زبان بہت اچھی طرح جانتے تھے۔

تیسری صدی ہجری کے نصف آخر میں اسحٰق بن حسین نے ازسرِ نو اُقلیدس کا عربی میں ترجمہ کیا اور ثابت بن قرہ نے اس پر اصلاح دی۔ ٹی۔ ایل۔ ہیتھ نے موکد طور پر اس بات کی تصریح کی ہے کہ اسحٰق نے براہ راست یونانی سے ترجمہ کیا تھا نیز ثابت بن قرہ نے اُقلیدس کے متعدد یونانی نسخوں کو سامنے رکھ کر اس پر اصلاح دی تھی:-

There seems no doubt that Ishaq, who must have known Greek as well as his father, made his translation direct from the Greek... ... Thabit undoubtedly consulted Greek MSS for the purpose of

---

[1] مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۴۸۰

his revision. This is expressly stated in a marginal note[1] by a Hebrew version of the Elements made from Ishaq.

[اس بات میں کوئی شک معلوم نہیں دیتا کہ اسحٰق نے جو اپنے باپ کی طرح یونانی زبان جانتا تھا، اپنا ترجمہ براہ راست یونانی سے کیا تھا . . . . . . بلاشبہ ثابت نے اس ترجمہ کی اصلاح کے واسطے یونانی نسخوں سے رجوع کیا تھا۔ اسحٰق کے ترجمۂ اُقلیدس سے عبرانی زبان میں جو ترجمہ کیا گیا تھا اُس کے حاشیہ میں اس بات کو صاف صاف بیان کیا گیا ہے]

لیکن اُقلیدس کا وہ عبرانی ترجمہ ہمارے سامنے نہیں ہے اور نہ اُس تک رسائی کا بظاہر امکان ہے۔ مگر محقق طوسی کی تحریر اُقلیدس موجود ہے محقق نے نویں مقالے کی اکتیسویں[۳۱] شکل کے آخر میں حسب ذیل نوٹ دیا ہے:-

"یروی عن ثابت ان هذا	ثابت بن قرہ سے روایت ہے کہ یہ شکل اور اس
الشکل والذی قبله لم یکونا	سے پہلے والی شکل (مقالہ تاسعہ کی تیسویں
فی النسخ الیونانیة"[۲]	اور اکتیسویں شکلیں) یونانی نسخوں میں نہیں تھیں۔

غرض اُصولِ اُقلیدس کے یہ ترجمے براہ راست یونانی اُقلیدس سے ہوئے تھے [اُقلیدس کے مزید تراجم کا ذکر آگے آرہا ہے] یہی حال مخروطات و متوسطات اور ریاضی و ہیئت کی دوسری کتابوں کا ہے جو یونانی اصل ہی سے ترجمہ ہوئی تھیں۔ اس لئے ان کے مترجمین یقیناً یونانی زبان جانتے تھے۔ پھر ان کتابوں کے جو عربی تراجم آج موجود ہیں وہ یونانی اصلوں سے سرمو مختلف نہیں ہیں۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ان کتابوں کے مترجم نہ صرف یہ کہ یونانی زبان سے شناسا تھے بلکہ اُس کے جید عالم بھی تھے۔ (اس بات کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے کہ اُس زمانہ کے علمی حلقوں میں یونانی زبان و ادب جاننے کا بہت زیادہ رواج تھا)

(۲) منطق میں بھی سریانی زبان کے اندر صرف فرفوریوس کی ایساغوجی اور ارسطو کی

---

[1] The Thirteen Books of Euclid vol I pp. 75-76 [2] تحریر اُقلیدس مطبوعہ طہران ۱۲۹۸ھ

آٹھ کتابوں میں سے ڈھائی تین کتابیں ترجمہ ہوئی تھیں لیکن چوتھی صدی ہجری میں ارسطو کی باقی منطقی کتابوں کا بھی عربی میں ترجمہ ہوا۔ ان پر شروح تفاسیر لکھی گئیں۔ نیز منطق کی اور کتابوں کے بھی ترجمے ہوئے۔ ظاہر ہے یہ عربی تراجم مستقلاً سریانی تراجم پر مبنی نہیں تھے بلکہ یونانی سے براہ راست یا بالواسطہ ماخوذ تھے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(الف) مسیحیت اور منطق پر پابندی | چوتھی صدی مسیحی میں مسیحیت رومن سلطنت کا مملکتی مذہب قرار پائی۔ مسیحی پیشواؤں نے نہ صرف قدیم مذاہب کے پیروؤں کو اپنے تعصب و عناد کا شکار بنایا بلکہ علم و حکمت کے تعلیم و تعلّم پر بھی پابندی لگائی۔ منطق کی تعلیم کا بڑا حصہ ممنوع قرار پایا۔ اس کی تفصیل ابن ابی اصیبعہ نے خود فارابی سے نقل کی ہے:-

جاءت النصرانية	نصرانیت کا زمانہ آیا . . . . . تمام مذہبی پیشوا
واجتمعت الاساقفة وتشاوروا	جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ اس تعلیم سے کتنا
فيما يترك من هذا التعليم وما	حصہ باقی رکھا جائے اور کتنا مسترد کر دیا جائے
يبطل فرأوا ان يعلم من كتب	پس یہ رائے قرار پائی کہ منطق کی کتابوں میں
المنطق الى آخر الاشكال الوجودية	سے "اشکال وجودیہ" کے اختتام تک تعلیم
ولا يعلم ما بعده لانهم رأوا	دی جائے اور اس کے بعد کے مباحث نہ پڑھائے
ان في ذلك ضررًا على النصرانية	جائیں کیوں کہ ان کی رائے میں اس سے نصرانیت
. . . . الى ان كان الاسلام	کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا . . . . یہاں
بعده بمدة طويلة	تک کہ عرصۂ دراز کے بعد اسلام کا زمانہ آیا
وكان الذي يتعلم في ذلك الوقت	. . . . . اور اس وقت تیسری صدی ہجری
الى آخر الاشكال الوجودية[1]	کے آخر میں "اشکال وجودیہ" کے اختتام
	تک تعلیم کا رواج تھا۔

[1] طبقات الاطباء لابن ابی اصیبعہ جلد ثانی ص ۱۳۵

اور اس کے بعد کی منطق تعلیم ممنوع تھی اور " الجزء الذی لا یقرأ " کہلاتی تھی۔ فارابی کہتا ہے۔

" وکان یبقی ما بعد الاشکال الوجودیۃ الجزء الذی لا یقرأ "[1] اور اشکال وجودیہ کے بعد کا حصہ " الجزء الذی لا یقرأ " کہلاتا تھا۔

فارابی کی اس روایت کی تصدیق میں ڈاکٹر ماکس مایرہوف Max Meyerhof نے اپنے مشہور مقالہ " اسکندریہ سے بغداد تک " کے اندر رینان Renan اور اسٹینشنیڈر Steinschneider کا حوالہ دیا ہے جو کہتے ہیں کہ ارغانون یا منطق کے سریانی تراجم ہمیشہ تحلیلات اولی [انالوطیقا] کی ساتویں فصل پر ختم ہو جاتے ہیں۔ نیز پانچویں صدی سے جب کہ نسطوری ترجمہ کی تحریک کا آغاز ہوا [یعنی پر دبوس انطاکی کے زمانہ سے] تحلیلات اولی [کتاب القیاس] کے سوا نہ اور کچھ ترجمہ ہوا نہ کسی اور کتاب کی تفسیر لکھی گئی۔ یہی انداز یعقوبی Monophysite فرقے کے علماء مثلاً جورجیوس سقف العرب وغیرہ کا بھی رہا۔ وہ بھی اس جزء کے علاوہ نہ کسی اور چیز کی شرح کرتے ہیں نہ ترجمہ[2]۔

اسی رسم پر فارابی کے زمانہ تک مسلمان مترجمین و مفسرین کتب منطق نے عمل کیا۔ ابتدائی تین صدیوں میں قاطیغوریاس Categories باری ارمینیاس Peri Hermeneias اور انالوطیقا اولیٰ Prior Analytica کے ترجمے ہوئے، تلخیصیں لکھی گئیں، جوامع تیار ہوئیں اور شروح و تفاسیر لکھی گئیں مگر بعد کی پانچ کتابوں ابودیقطیقا (کتاب البرہان) طوبیقا (کتاب الجدل) سوفسطیقا (کتاب الحکمۃ المموھۃ) ریطوریقا (کتاب الخطابۃ) اور ابوطیقا (کتاب الشعر) کے ساتھ کسی نے اعتناء نہیں کیا۔ قاطیغوریاس کے مروجہ نسخہ کو حنین بن اسحٰق نے عربی میں ترجمہ کیا باری ارمینیاس کو اس کے بیٹے اسحاق نے باپ کے سریانی ترجمہ سے عربی میں نقل کیا اور انالوطیقا کو تیادورس نے عربی میں ترجمہ کیا اور حنین نے اس پر اصلاح دی۔

---

[1] طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ جلد ثانی ص۱۳۵ [2] التراث الیونانی ص۱۲-۴۸

غالباً یہ عربی تراجم سریانی سے ہوئے اگرچہ اس سے پہلے دوسری صدی کے ربع ثالث میں سلام حرانی نے ان تینوں کتابوں اور فرفوریوس کی ایساغوجی کا براہ راست یونانی سے ترجمہ کیا تھا۔[1]

(ب) رسم قدیم سے بغاوت | منطق تعلیم کی رسم قدیم کے خلاف سب سے پہلے فارابی نے بغاوت کی اور اُس نے اصرار کر کے اپنے اُستاد یوحنا بن حیلان سے کتاب البرہان بھی پڑھی۔ اس کے بعد مسلمانوں میں " الجزء الذی لا یقرأ " کے پڑھنے پڑھانے کا بھی رواج ہوگیا۔ ابن ابی اُصیبعہ نے لکھا ہے :۔

" قال ابو نصر الفارابی عن نفسہ انہ تعلم من یوحنا بن حیلان الی آخر کتاب البرھان ... وصار الرسم بعد ذلک حیث صار الامر الی معلمی المسلمین ان یقرء من الاشکال الوجودیۃ الی حیث قدر الانسان ان یقرء "[2]	ابو نصر فارابی نے اپنے متعلق لکھا ہے کہ اُس نے یوحنا بن حیلان سے کتاب البرہان کے خاتمہ تک پڑھا ..... پھر جب منطق کی تعلیم مسلمان معلّمین فلسفہ میں آئی تو یہ رسم ہوگئی کہ طالب علم اشکال وجودیہ کے بعد (الجزء الذی لا یقرأ سے) جس قدر حصہ پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔

چنانچہ سب سے پہلے تیسری صدی میں حنین بن اسحٰق اور اُس کے بیٹے اسحٰق بن حنین نے ابو نوطیقا کو سریانی میں ترجمہ کیا اور اس سریانی ترجمہ سے فارابی کے معاصر متی بن یونان نے عربی میں ترجمہ کیا۔ اسی طرح اسحٰق بن حنین نے طوبیقا کو سریانی میں ترجمہ کیا اور یحییٰ بن عدی نے جو فارابی کا شاگرد تھا سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا سوفسطیقا کو ابن ناعمہ اور متی بن یونان نے سریانی میں ترجمہ کیا اور یحییٰ بن عدی نے توفیلی [illegible] سے عربی میں ترجمہ کیا۔ ریطوریقا کو اسحٰق بن حنین نے عربی میں ترجمہ کیا۔ بوطیقا کو متی بن یونان نے ترجمہ کیا۔

---

[1] معارف جولائی ۱۹۴۱ء ص ۵۵ [2] طبقات الاطباء لابن ابی اُصیبعہ ص ۱۳۵

ابودیقطیقا پر پہلے کندی نے شرح لکھی تیسری صدی کے آخر یا چوتھی صدی کے آغاز میں متی بن یونان اور فارابی نے اس پر شروح لکھیں طوبیقا پر فارابی نے شرح لکھی۔ یونانی حکماء میں سے طوبیقا پر اموتیوس اور اسکندر افرودیسی نے جو شرح لکھی تھی اس کا عربی ترجمہ اسحق بن حنین نے کیا۔ دوسرا ترجمہ ابوعثمان دمشقی نے کیا۔ سوفسطیقا کی تفسیر پہلے کندی نے کی پھر قویری نے۔ ریطوریقا کی تفسیر فارابی نے کی اور بوطیقا کی تلخیص کندی نے کی۔[1]

ان میں قدیم ترین کندی ہے اس نے ابودیقطیقا پر شرح لکھی، سوفسطیقا پر شرح لکھی اور بوطیقا کی تلخیص کی۔ کندی حنین بن اسحق اور اسحق بن حنین سے مقدم ہے جنہوں نے ابودیقطیقا کو سریانی میں ترجمہ کیا۔ اور متی بن یونان سے تو بہت زیادہ مقدم ہے جس نے سوفسطیقا کو سریانی میں اور بوطیقا کو عربی میں ترجمہ کیا۔ لہٰذا کندی کے زمانہ میں کسی سریانی ترجمہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اب سوال یہ ہے کہ کندی نے یہ شروح اور تلخیص کس متن سے کیں یہاں اس بات کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے کہ یا تو کندی کے پیش نظر ان کتابوں کے عربی تراجم تھے (جو بعد میں غیر معروف ہو گئے مگر جو براہِ راست یونانی سے کئے گئے تھے) یا کندی نے ان کتابوں کی یونانی اصلوں کو سامنے رکھ کر ان کی شروح اور تلخیص لکھیں (غالباً یہ موخر الذکر شق زیادہ قرین قیاس ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

رہے حنین بن اسحق اور اسحق بن حنین تو وہ مترجمین عہدِ اسلام کے گل سرسبد ہیں خواہ براہِ راست یونانی سے عربی میں ترجمہ کریں جیسا کہ ریاضی و ہندسہ کی کتابوں کے سلسلے میں کیا یا سریانی کے واسطے سے کریں، بہر حال یونانی سے واقف تھے۔ اسی طرح متی بن یونان بھی سریانی کے علاوہ یونانی میں دستگاہ کامل رکھتا تھا، اس نے نہ صرف اسحق کے سریانی ترجمہ ابودیقطیقا اور بوطیقا کو عربی میں نقل کیا بلکہ خود سوفسطیقا کو یونانی سے سریانی میں ترجمہ کیا۔

---

[1] الفہرست لابن الندیم مطبعہ ۔ ۳۴۹

بہرحال ارسطاطالیسی منطق کی باقی پانچ کتابوں کے ترجمے ایسے لوگوں نے کئے جو "مترجمین عہدِ اسلام" کے حلقہ سے تعلق رکھتے تھے اور یونانی کے جید عالم تھے۔

ارسطاطالیسی منطق کی کتب ثمانیہ کے علاوہ اور بھی منطق کی کتابیں تھیں مثلاً جالینوس کی "کتاب البرہان" جو عہدِ اسلام سے پیشتر سریانی میں ترجمہ نہیں ہوئی تھیں لیکن مترجمینِ اسلام کی سعی و اعتنا سے اپنی یونانی اصل میں دریافت ہو کر ترجمہ ہوئیں۔ جالینوس کی کتاب البرہان کو سب سے پہلے جبرئیل بن بختیشوع نے تلاش کرایا اور بڑی زحمت کے بعد ایوب نے اس کے کچھ مقالے حاصل کر کے اُن کا ترجمہ کیا۔ بعد ازاں حنین بن اسحٰق نے بڑی جد و جہد کے بعد اُس کے کچھ مزید مقالے تلاش کئے چنانچہ ابن ابی اُصیبعہ لکھتا ہے:۔

"کتاب البرهان ۔۔۔۔ قال	کتاب البرہان ۔۔۔۔ حنین نے کہا ہے کہ
حنین ولم یقع الی هذه الغایة الی	آج تک ہمارے معاصرین میں سے کسی کو یونانی
احد من اهل دهرنا لکتاب	زبان میں کتاب البرہان کا مکمل نسخہ نہیں ملا۔
البرهان نسخة تامة بالیونانیة	حالانکہ جبرئیل نے اس کی تلاش میں بہت
علی ان جبرئیل قد کان عنی	زیادہ اعتنا کیا تھا اسی طرح میں نے بھی اسے
بطلبه عنایة شدیدة وطلبته	بہت زیادہ ڈھونڈا ۔۔۔۔ مگر مجھے صرف
انا بغایة الطلب فلم اجد منه	دمشق میں اس کا کوئی نصف حصہ دستیاب
شیئاً الا بدمشق نحواً من نصفه	ہوا جبرئیل کو بھی کچھ مقالے ملے تھے ۔۔۔
۔۔۔۔ وقد کان جبرئیل	۔۔ جن کا ترجمہ اُس کے ایماء سے ایوب نے کیا تھا
ایضاً وجد منه مقالات	۔۔۔۔ آٹھویں مقالے سے گیارہویں مقالے
۔۔۔۔ وترجم له ایوب ما	تک جو حصہ دستیاب ہوا اس کا ترجمہ عیسیٰ بن
وجد منها ۔۔۔۔ وترجم	یحییٰ نے اور بارہویں مقالے سے پندرہویں
عیسی بن یحیی ما وجد من	مقالے تک کا ترجمہ اسحٰق بن حنین نے عربی کیا

المقالة الثامنة الى المقالة
الحادية عشر وترجم اسحق
بن حنين من المقالة الثانية
عشر الى المقالة الخامسة عشر
الى العربية[1]

اسی طرح ارسطا طالیسی فلسفہ کی بہت سی کتابیں تھیں جو سریانی میں ترجمہ نہیں ہوئی تھیں مگر عربی میں ان کا ترجمہ ہوا جو یقیناً یونانی اصل سے براہ راست ہوا ہوگا۔ مثلاً ارسطو کی "کتاب الآثار العلویہ Meteorology" پر اسکندر افرودیسی نے شرح لکھی تھی مگر یہ شرح متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے بھی سریانی میں ترجمہ نہیں کی لیکن اس کا عربی میں ترجمہ ہوا چنانچہ ابن الندیم لکھتا ہے:-

الكلام على الآثار العلوية ... ... وللاسكندر شرح نقل الى العربي ولم ينقل الى السرياني[2]	کتاب الآثار العلویہ .... اسکندر افرودیسی نے اس پر شرح لکھی تھی۔ یہ شرح عربی میں ترجمہ ہوئی مگر اس سے پہلے سریانی میں ترجمہ نہیں ہوئی تھی۔

(۳) مترجمین عہد اسلام کی ایک بڑی تعداد صابئہ حران پر مشتمل تھی جو دوسری زبانوں کے ساتھ ساتھ یونانی میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ حرانی مترجمین کے علاوہ اور بھی مترجمین یونانی جانتے تھے کیونکہ اس کی تعلیم کا مشرق قریب میں عرصے سے رواج تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے:-

سکندر کے حملے کے بعد سے جنوبی مغربی ایشیا کی ثقافتی زبان یونانی ہو گئی تھی۔ شاہان اشکانی یونانی زبان اور اس کی ادبیات کا احترام اس حد تک کرتے تھے کہ اس میں

---

[1] طبقات ابن ابی اُصیبعہ جلد اول ص۲۰۴ [2] الفہرست ص۳۵۰

پرستش کا شائبہ پایا جاتا تھا۔ مشتاق یونان Phil Hellene کا لقب جسے بادشاہ مہرداد Mithridates اول نے اختیار کیا تھا اس کے جانشینوں نے بھی برقرار رکھا۔ جب شاہ اردوان Orodes اول نے رومن سپہ سالار کراسوس پر فتح پائی تو حکم دیا کہ یوری پائدیز Euripides کا یونانی ڈرامہ بیکائی Bacchae اُس کے سامنے کر کے دکھایا جائے۔ بعض اشکانی بادشاہوں کے یونانی زبان میں لکھے ہوئے کتبے اب تک باقی ہیں۔ یونانی زبان اُن کی سلطنت کے بعض حصّوں کی ملکی زبان تھی۔ ساسانی خاندان کے ابتدائی بادشاہوں نے بھی پہلوی کے ساتھ ساتھ یونانی زبان کو اپنے کتبوں میں استعمال کیا ہے[1]۔ غرض یونانی زبان کو مشرق قریب میں قدیم زمانہ سے مقبولیت حاصل تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ شاپور نے یونان سے فلسفہ و حکمت کی کتابیں منگا کر فارسی میں ترجمہ کرائیں۔ بعد میں بھی امتدادِ زمانہ کے باوجود یونان پسندی ایران کے ادبی مزاج سے بالکلیہ فنا نہیں ہوئی اور پانچویں صدی کے بعد تو نسطوریت کے فروغ نے اس میں جان ڈال دی تاآنکہ چھٹی صدی میں خسرو انوشیرواں کی علم دوستی سے یہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی اس کے نتیجہ میں جندی ساپور کا مدرسہ ظہور میں آیا جو اسلامی ثقافت (بالخصوص مسلمانوں میں یونانی علوم کی نشر و اشاعت) کا جز تو مہ اور نخز مایہ ہے۔

اپنے ایرانی پیشروؤں سے مسلمانوں نے بھی یونان پسندی ورثہ میں پائی۔ اسی لئے منصور (١٣٦ - ١٥٨) کے زمانہ میں جب اصول اقلیدس پہلی مرتبہ دربار میں آئی تو اسے یونانی سے عربی میں ترجمہ کرانے کے لئے کوئی دقت نہیں ہوئی۔

قومی و ملکی تعصب کی وجہ سے ایران میں یونان پسندی کو دقتوں کا سامنا ضرور کرنا پڑا تاہم عراق میں حران ایسا مقام تھا جو یونانی ثقافت کے پرستاروں کا آخری ملجا و ماویٰ تھا۔ اسی وجہ سے حران کے پڑوسی اُسے مدینۃ الیونانیین Hellenopolis کہتے تھے[2]۔ اور اسی وجہ

---

[1] ایران بعہد ساسانیاں ص٥٩ [2] التراث الیونانی ص٨٤

سے ریاضی و ہیئت کے اکثر علماء حرانی صابئی تھے حافظ ابن تیمیہ نے " الرد علی المنطقیین " میں لکھا ہے:۔[1]

فان حران كانت دار هؤلاء	کیوں کہ حران ان صابئوں کا ملک تھا....
الصابئة ..... وكان بها	... اور اسی میں علت اولی کا مندر ہے
هيكل العلة الاولى	..... اور یہی (صابئیت) مسیحیت سے
وكان هذا دينهم قبل ظهور	پہلے اُن کا مذہب تھا۔ پھر نصرانیت ان میں
النصرانية فيهم ثم ظهرت	پھیل گئی مگر یہ مشرک صابئی اب بھی باقی رہے
النصرانية فيهم مع بقاء اولئك	یہاں تک اسلام مبعوث ہوا اور اس شہر میں
الصابئة المشركين حتى جاء	اسلامی سلطنت کے عہد میں بھی آخر تک
الاسلام ولم يزل بها الصابئة	صابئی اور فلسفی لوگ بود و باش رکھتے رہے
والفلاسفة في دولة الاسلام	انھیں لوگوں میں سے وہ صابئی تھے جو بغداد
الى آخر وقت ومنهم الصابئة	میں طبیب اور کتاب (ملازمین سکرٹریٹ)
الذين كانوا ببغداد وغيرها	کی حیثیت سے رہتے تھے اور ان میں سے بہت
اطباء وكتابا وبعضهم لم يسلم[1]	سے لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔

بہرحال اکثر مترجمین اسی حران کے رہنے والے تھے اور اس لئے یقیناً یونانی زبان سے واقف تھے۔

(باقی)

[1] الرد علی المنطقیین صفحہ ۲۸۷

صراط مستقیم

انگریزی زبان میں اسلام کی صداقت پر ایک معزز یورپین نو مسلم خاتون کی مختصر اور بہت اچھی کتاب۔ محترم خاتون نے شروع میں اسلام قبول کرنے کے مفصل وجوہ بھی تحریر کئے ہیں۔ طبع جدید ہے۔

سندوہند کا ایک علمی وثقافتی تذکرہ

(رجال السند والہند الی القرن السابع)

(جناب مولانا ابو محفوظ الکریم صاحب معصومی لکچرر تاریخ مدرسہ عالیہ کلکتہ)

سات آٹھ سال پہلے کی بات ہے کہ جناب مولانا قاضی ابوالمعالی اطہر مبارک پوری کی علمی مصروفیتوں کے تذکرہ میں ایک بزرگ کی زبانی یہ خبر ملی تھی کہ سندوہند کے رجال پر قاضی صاحب نے کام شروع کیا ہے۔ یہ اطلاع راقم کے لئے بے حد مسرت انگیز و اشتیاق آفریں تھی کہ سندھ کی علمی و تمدنی تاریخ کا موضوع، علم و تحقیق کے ہر طالب کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

سندھ اور شمالی ہند کی تاریخ کے مطالعہ میں سب سے بڑی دشواری مواد کی ندرت و کمیابی اور بالخصوص تمدنی و ثقافتی تاریخ سے متعلق باقی ماندہ مواد کی بے ترتیبی و پراگندگی ہے۔ عربی تاریخوں کے ضمنی ابواب متعلقہ فتوح سند کے علاوہ فنی کی چند کتابیں چچ نامہ، تاج المآثر۔ طبقات ناصری اور کئی اعتبار سے آداب الحرب والشجاعہ، لباب الالباب، جوامع الحکایات وغیرہ اصولی ماخذ ہیں جن سے سیاسی تاریخ کا جو ڈھانچہ تو تیار بھی کر لیا جاتا ہے پر علمی و ثقافتی تاریخ کے سلسلہ میں ہمارے پاس کوئی ایسا مرتب و مستند دستاویز نہیں جو صحیح معنوں میں نشان راہ بن سکتا ہو۔

اس میں شک نہیں کہ اسلامی ثقافت نے سندھ کی کایا پلٹ دی تھی اور کتنی ہی باکمال شخصیتیں اس اقلیم میں پیدا ہوئی تھیں جن کا حصہ اسلامی و عربی ثقافت کی تعمیر و ترقی میں بغداد و قرطبہ کے رواۃ علم و ادب کے مقابلہ میں کچھ کم نہیں رہا لیکن اسلامی ثقافت کے